

عہدِ نبوی کی ابتدائی فہمیں

محکات، مسائل اور مقاصد

(تعليقات و حواشی)

۹

از جناب ڈاکٹر محمد سعید منظہر صدیقی استاد شعبۃ تاریخ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

- ۹۱ - داث، محمد مدینہ میں (انگریزی)، ص ۲۔ مستشرق سو صوف نے ایک درچسپ تحقیق کاروان قریش کے بارے میں یہ فرمائی ہے کہ غالباً متعدد کاروانوں نے جن میں سے بعض اپنے شمالی سفر کے دوران مسماں کی توجہات کا مرکز بن چکے تھے عظیم تر تحفظ و حفاظت کی خاطر مل کر ایک کاروان بنالیا تھا۔ (ص ۱) سو صوف نے یہ نتیجہ ایسا لگتا ہے کہ ذاتی کی ایک روایت سے اخذ کیا ہے۔ معازی لگار کا کہنا ہے کہ اس عظیم کاروان قریش میں قریش کے متعدد خاندانوں کے کاروان شامل تھے (واقدی ص ۲۳) اس کی تهدیق دوسرے مآخذ سے ہوتی ہے جو مختلف خاندان ائمہ قریش کی شمولیت اور ان کے سوابیے کا ذکر کرتے ہیں۔ اس سے دو اہم نکتے ابھر ہیں۔ اول یہ کہ قریش مکہ کے مختلف خاندان اپنے اپنے کاروان الگ بھیجتے تھے۔ اور یہ طرز عمل بنیادی طور پر اقتصادی روایت کی وجہ سے تھا جو ایک تاجران معینت کا لازمی جز ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ شام کو جانے والا یہ عظیم قریشی قومی کاروان

خصوص حالات و اسباب کی بنابر پہیجا گیا تھا اور اس میں متعدد خاندانوں کے کارروائی مکر سے اپنے سفر کے آغاز تک میں شامل تھے۔ اور انہوں نے شام میں تحفظ کی خاطر یہ اتحاد نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ اتحاد اقتصادی اور اس کے حرکات سیاسی تھے جن کا ذکر کہیں اور آتا ہے۔ اس لئے مستشرق موصوف کا یہ خیال کہ قریشی کارروائنوں نے یہ اتحاد شام میں مسلمانوں کے خطہ کے پیش نظر اور ان کے بارے میں اپنے سابقہ تجربات کی روشنی میں کیا تھا گمراہ کن ہے۔

۹۲۔ نخل مکہ اور طائف کے درمیان مشرقی مقامی راہ تجارت پر واقع تھا۔ وہ بنو سلیم کے علاقے کا ایک منڈہی مرکز تھا جہاں واقدی کے بقول عُزَّیٰ کابت اور مادر تھا اور جس کی تولیت بنو سلیم کے نازدان بنو شیدیبان کے ہاتھوں میں تھی۔ نیز ملاحظہ ہو : یاقوت، معجم البلدان، پنجم حصہ ۸-۲۷۴۔

۹۳۔ بحران فرع کے نواحی میں تھا اور فرع کا مدینہ سے فاصلہ آٹھ بُرُد تھا یعنی تقریباً اسی میل۔ ملاحظہ ہو : معجم البلدان، اول حصہ ۳۳۱۔

۹۴۔ ابن اسحاق حصہ ۲۸۴-۹ اور حصہ ۳۸۷؛ ابن مہشام، دویم حصہ ۳-۲۳۷۔ نیز ملاحظہ ہو، کتاب المحبوب حصہ ۱۱۶، جس کے مطابق یہ مہم رجب کے آخری عشرہ میں روانہ اور یکم شعبان کو والپری مدینہ ہوئی تھی۔

۹۵۔ یاقوت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عامر کا بارغ (بستان) وادی نخل کے نیز میں علاقہ میں تھا اور شہر نخل سے اس کا فاصلہ ایک رات کے سفر کا تھا جیکہ نخل اور مکہ کے درمیان دور اتوں کی مسافت تھی۔ گویا یہ بارغ طائف اور مکہ کے بالکل بیچ میں اور اس لئے کارروائوں کے قیام کا بالکل لقینی مقام تھا۔ معجم البلدان، اول حصہ ۱۱۷ اور پنجم حصہ ۸-۲۸۸۔

۹۶۔ واقدی کے درب نے ”رکیۃ“ کے معنی پسر (کنوئیں) کے دیئے ہیں۔ لیکن الیا

اگست ۱۹۸۳ء

۱۰

محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی عام کتوں نہ تھا بلکہ ایک مخصوص مقام کا نام تھا جہاں کنوں بھی تھا جیسے بُر ابن ضمیرہ ، بُر معونہ ، بُر ابن المتفع اور بُر الی علیہ وغیرہ تھے۔ ملاحظہ ہو صفحات ۱۳، ۲۶، ۱۴۳، ۳۰۰، ۳۳۰ وغیرہ۔

۹۷۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ امیر سریہ نے خمس باقی رکھا تھا اور باقی مال غنیمت مجاہدین نخلہ میں تقسیم کر دیا تھا جبکہ اس روایت کے مطابق پُوا کاروان معطل رکھا گیا تھا۔ یہ ممکن ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے بعد مجاہدین نے بھی اپنا حصہ موقوف کر دیا ہوا اور کل مال غنیمت کی تقسیم بعد میں ہو چکیا کہ دوسرے مآخذ سے معلوم ہوتا ہے۔

۹۸۔ عروہ کی اس روایت کی دوسری تمام روایات سے تردید ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے مقتول نخلہ کی دیت نہیں ادا کی تھی۔ اس سلسلہ میں مآخذ کی وہ متفقة روایت بہت دلچسپ ہے جس کے مطابق عقبہ بن رہیم نے جو عروہ بن حضرمی کے حلیف تھے سلح جو میان قریش کے مشورے پر اپنے مقتول حلیف کی دیت ادا کر کے مسلمانوں سے بدر میں تصادم ٹالنا چاہا تھا مگر ابو جہل مخزومی کے بھڑکانے پر مقتول ابن حضرمی کے بھائی نے اپنے کپڑے پھاڑ دالے تھے اور قصاص کے علاوہ اور کچھ قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں جنگ بدر ہو کر رہی تھی۔ ملاحظہ ہو: ابن اسحاق ۴۵-۴۶، ۲۹۷-۲۹۸؛ واقدی ص ۱۳-۱۹۔

۹۹۔ واقدی ص ۱۹-۱۳۔

۱۰۰۔ ابن سعد، دوم ص ۱۰-۱۱۔

۱۰۱۔ الساب الاشراف، اول ص ۱۲-۱۳۔

۱۰۲۔ تاریخ یعقوبی، دوم ص ۴۹-۴۷۔

۱۰۳۔ تاریخ طبری، دوم ص ۱۰-۱۵۔ سدی کی روایت کی تائید احادیث و آثار سے ہوتی

۱۰۳۔ وادی مل، مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع شاہراہ پر مدینہ سے ۲۸ میل کی مسافت پر واقع تھی۔ ملاحظہ ہو: مجمع العبدان، ہجوم ۱۹۵۲ء۔ گویا مسلم مہم نے دودن کا سفر روزانہ ۳ میل کے حساب سے کیا تھا۔

۱۰۴۔ مذکورہ بالا ص ۲۳۔

۱۰۵۔ مذکورہ بالا ص ۴۸۔

۱۰۶۔ مذکورہ بالا ص ۵۔

۱۰۷۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۰۸۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۰۹۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۰۔ ابن منظور، لسان العرب، لفظ متعلق۔ لوئس معلوف نے المنجد (موضوع) میں اس کے معنی یوں بیان کئے ہیں: ارتضیٰ و ترضیٰ: تو قبہ الیف، اسٹینگاس (A. Steingass) نے A Comprehensive Arabic English Dictionary میں حسب ذیل معانی بیان کئے ہیں: (۱) expecting (۲) observing steadily (۳) in hope (۴) expectation (۵) waiting for

۱۱۱۔ لوئس معلوف اور اسٹینگاس وغیرہ کی لغات ملاحظہ کیجئے۔

۱۱۲۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۳۔ مذکورہ بالا ص ۷۔

۱۱۴۔ واثق نے یہ نیتیجہ طبری میں مذکورہ سدی کی روایت سے لکالا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۱۵۔ واثق اس نکتہ کی طرف اشارہ کر کے کیا چاہتے ہیں واضح نہیں ہے۔ اگر مقصد یہ دکھانا ہے کہ علیہ بن غزوان مازنی نے اپنے وطن مالوف یا جائے پیدائش میں وقت گزاری کی تھی اور بنو سلیم سے اپنے دیرینہ تعلقات سے فائدہ، تھا یا

اگست ۱۹۸۳ء

۱۲

تمہاری حقیقت بھی پیش نظر کھنی چاہئے کہ بنو سلیم کے قریش سے خاص کر بنو عیدم (رعیت بنو امیہ) اور بنو هاشم سے بہت پرانے اور قریبی تعلقات تھے۔ یہ تعلقات تجارتی، اقتصادی اور ازدواجی تھے۔ ان کا اعتراف خود واث نے (ص ۹۵-۹۷) کیا ہے۔ اس ذیل میں یہ حقیقت زیادہ اہم ہے کہ ایک مسلم مہاجر سے تعلقات کے مقابلہ میں بہر حال قریش کے تعلقات اہم تھے اور یہ پورا اعلاقہ دراصل مکہ کے دائرہ اثر و اقتدار میں تھا۔

۱۱۴۔ واث، مذکورہ بالا، ص ۶۔

۱۱۵۔ ابن اسحاق ص ۲۸۔

۱۱۶۔ دودن کے سفر کے بعد کامقام، بسرا بن فہیرہ یا بطن ممل جس جگہ نامہ نبوی پڑھا گیا تھا اور رحراں کا مقام جہاں یہ دونوں صحابی فائلے سے سچھڑے تھے پانچ چھوٹن کی نسبت پرواری تھے۔ ایک دلچسپ حقیقت اس سلسلے میں یہ ہے کہ تقریباً ایک سال بعد (جمادی الاول ۲۲ھ / اکتوبر - نومبر ۶۲۲ھ میں) رسول کریم ﷺ کی سربراہی میں ایک مسلم ہم جو تین سو مجاہدین پر مشتمل تھی اسی علاقے میں آئی تھی۔ آخذ اور ان کی بنیاد پر جدید سورخین کا ذنوں ہے کہ یہ فوجی نوعیت کی ہمہمی اور بنو سلیم کے بعض مرکش اور مسلم مختلف خاندانوں کے باعثیانہ و مدینہ دشمن ارادوں و عزم کو سمجھنے کے لئے لگئی تھی۔ لیکن یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ابن اسحاق اور طبری کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس علاقے میں تقریباً دو ماہ تک اور واقعی اور ان کے متبوعین کے مطابق دس دن قیام کیا تھا۔ یہ قیام جنگ جوئی کے لئے نہ تھا جیسا کہ آخذ نے تصریح کی ہے کہ اس غزوہ میں کوئی جنگ وحداں نہیں واقع ہوا تھا۔ یہ طویل مدت قیام کس مقصد سے تکمیل ظاہر ہے۔ ملاحظہ ہو؛ ابن اسحاق ص ۲۱۱؛ واقعی د ۱۹۴؛ ابن سعد، دوم ص ۳۵-۳۶؟

الناب الالشراف، اول ص ۳۱۱؛ طبری، دوم ص ۲۸۔

۱۱۷۔ ابن کثیر، تفسیر، مطبع علیسی الباجی الحلبی، قاهرہ، (غیر مورض)، اول ص ۲۵۲۔

۱۲۰۔ طبری، تفسیر، مدتبہ محمد شاکر اور احمد محمد شاکر، قاهرہ، چہارم ص ۳۶۴۔

۱۲۱۔ ابتدائی مہموں میں سے سریہ رابع اور سریہ خزار اور سریہ خلد میں ان کی شمولیت کا ذکر صراحتاً ملتا ہے اور چار ابتدائی غزوات میں بھی ان کی شمولیت تقریباً یقینی معلوم ہوتی ہے کیونکہ آخذ کا اصرار ہے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام مشاہد (مہموں) میں شریک رہے تھے۔ بعد کے تمام اہم غزوات میں بدر سے تبوک تک ان کی شمولیت کا ذکر بوضاحت ملتا ہے۔ آخذ کے اصرار اور ان واقعاتی شہزادوں کے بعد یہ یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ تقریباً تمام اہم غزوات و سرایا میں شامل رہے تھے۔ ملا حظہ ہو ابن سعد، سوم ص ۱۷۲۔ ۱۷۰؛ اسد الغایہ، دوم ص ۱۹۰۔

۱۲۲۔ ابن سعد، سوم ص ۱۷۱؛ اسد الغایہ، دوم ص ۲۹؛ نیز ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۲۷، ص ۳۸۱ وغیرہ

۱۲۳۔ ابن اسحاق ص ۳۸۱؛ ابن ہشام، سوم ص ۲۷؛ واقدی ص ۴۲۰-۲؛ ابن سعد، سوم ص ۱۷۳۔

۱۲۰۔ ان مستند مورخین کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دفاع میں جن صحابہ کرام نے غزوہ احمد میں بے مثال قربانی و جان نثاری کا ثبوت دیا تھا ان میں حضرت سعد بن ابی و قاص زبری سرفہرست تھے۔ ابن اسحاق نے محمد بن عمر و کی سند پر روایت میں کہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد کو تیر دے کر کہتے رہتے تھے ارم سعد، فداک ابی واہی (سعد تیر چلاتے رہو، تم پر میرے ماں باپ قربان)۔ ابن سعد نے بھی ایک روایت غزوہ احمد میں ان کی ماہر انہی تیراندازی کے بارے میں دی ہے۔ اور ایک ایک روایت سریہ خزار اور غزوہ بدر میں ان کی شجاعت کے بارے میں۔ جبکہ چار روایتیں سریہ عبدیہ میں ان کی اسلام کے لئے پہلی تیراندازی کی فضیلت میں بیان

ہوئی ہیں۔ ملاحظہ کیجئے حوالہ جات مذکورہ بالا۔

۱۲۳۔ ملاحظہ کیجئے : ابن سعد، سوم، ص ۲۹۲ وغیرہ؛ اصحاب، سوم ص ۸۷؛ استیعاب، دوم ص ۵۰ وغیرہ۔ ابن قتیبہ، المعارف، ص ۵۵ کا بیان ہے کہ حضرت سعد تیر کمان سازی کی صنعت میں عہد جاہلیت سے انتیاز رکھتے تھے اور رہن جنگ کے علاوہ سیر و شکار کے لئے بھی اہم تھا چنانچہ ان کیاس سے بہت دولتِ ملی۔

۱۲۴۔ غزوہ اهدیہ ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے نام میں حضرت سعد فہرست میں حضرت مقداد کی روایت پر مروی ہیں۔ اسی طرح میدانِ جنگ میں فاد شجاعت دینے کی روایت بہت سے راویوں سے بیان ہوئی ہے جس کے لئے واقری نے قالوا کافظ استعمال کیا ہے واقری ص ۲۰۔ اسی طرح جہاں حضرت سعد کے اسلام میں پہلے تیر حلپاً نے والے واقعہ کے بازے میں کچھ روایتیں خود حضرت سعد سے مروی ہیں وہیں تین روایتیں حضرت قاسم بن عبد الرحمن، عبد اللہ اور داؤد بن حصین سے مروی ہیں۔ ملاحظہ ہو ابن سعد، سوم ص ۲۹۱۔ بنی کویم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد سے کہا تھا کہ ”تیر حلپاً“ میرے ماں باپ تم پر قربان۔ اس حدیث کو حضرت علی اور قدیس بن الی حازم نے بھی بیان کیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ ان کی فضیلت میں تمام یا اکثر روایات خود حضرت سعد یا ان کے اہل خاندان سے مروی ہیں صحیح نہیں ہے۔

۱۲۵۔ ابن اسحاق ص ۲۷۷؛ ابن ہشام، دوم ص ۲۳۸۔

۱۲۶۔ داٹ، مذکورہ بالا ص ۳۔

۱۲۷۔ مذکورہ بالا ص ۳۔

۱۲۸۔ مذکورہ بالا ص ۳۔

۱۲۹۔ مضمون نہ اکا ص ۳۔

۱۳۱۔ ایضاً ص۲۹۔

۱۳۲۔ ایضاً ص۳۲۔

۱۳۳۔ ایضاً ص۳۳۔

۱۳۴۔ ایضاً ص۳۵۔

۱۳۵۔ تفسیر طبری، چہارم ص۳۰۳-۳۰۴۔

۱۳۶۔ اس ذیل میں مجاہد کی روایت بمقسم مولیٰ بن عباس کی روایت۔ محمد بن عباس کے دستے سے ابن عباس کی ایک اور روایت، ابوالاک غفاری کی روایت بیان کی جاسکتی ہیں۔
ملاحظہ ہو مذکورہ بالا، ص۱۲-۱۳۔

۱۳۷۔ مثلًاً زہری کی سند پر عروہ کی روایت، مجاہد کی روایت وغیرہ، مذکورہ بالا ص۳۰۔ اور ص۳۱۔

۱۳۸۔ تفسیر ابن کثیر، اول ص۵۵-۵۵۲۔

۱۳۹۔ موسیٰ بن عقبہ کی ثقابت کے لئے ملاحظہ کیجئے: ابن اسحاق کے انگریزی مترجم کا مقدمہ بر سیرت ابن اسحاق، ص۱۷-۱۷۱۔ نثار احمد فابوقی، سیرت نبوی کی ابتدائی کتابیں اور ان کے مولفین ص۱۰۲-۱۰۳؛ Early Muslim Historiography، ۲۶۱۔

۱۴۰۔ ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر، اول ص۵۵-۵۵۲۔

۱۴۱۔ ابن اسحاق ص۲۸۶ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدرا ولی سے اپنی والپی پر سریخ خلہ بھیجا تھا۔ اور ایک سطر پہلے مورخ نے بیان کیا ہے کہ بدرا ولی سے آپ جمادی الآخرہ میں والپی مدینہ آئے اور باقی جمادی، رجب، شعبان کے ہیئت آپ نے مدینہ میں گزارے۔ بدرا ولی سے والپی پر رجب میں مہم کا بھیجا جانا کچھ عجیب ساختا ہے۔ جب والپی کا مدینہ جمادی تھا پھر تفسیر طبری میں جب یہ روایت نقل

اگست ۱۹۸۳ء

۱۴

مہوتی ہے تو اس میں مدینیہ جمادی بھی مذکور ہے۔ ان شہزادوں کی بنا پر یہ تقین مہوتا ہے کہ حبہم نخلہ کی رو انگلی کا مدینیہ جمادی تھا۔ اور بغدادی نے قطعیت کے ساتھ جو آخری عشرے کی بات کہی ہے اس میں بھی ماہ کا اشتباہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۳۲۔ مذکورہ بالا ص ۹-۱۰ -

۱۳۳۔ الپیٹا ص ۸ -

۱۳۳۔ مدینی انصاری مسلمانوں کی بت شکنی کے واقعات کے لئے ملاحظہ کیجئے ابن اسحاق ص ۸-۱۰، ص ۱۰-۱۲ - وغیرہ

۱۳۵۔ اسلام سے پہلے اوس و خزر ج کے باہمی نزاع اور جنگ جوئی کے لئے ملاحظہ ہو محمد احمد جاد المولیٰ بک، علی محمد البجاوی اور محمد ابو الفضل ابراہیم کی مرتب کردہ کتاب ایام العرب فی الجahلیة، مصر ۱۹۷۲ء، باب ششم (حروب الاوس والخزر) ص ۸۲-۶۲۔ تبیین نے صرف چار بڑی جنگوں کا ذکر کیا ہے اور آخر میں اپنے تبصرہ میں کہا ہے کہ مدینہ کے ان دونوں تبییوں کے درمیان بہت سی جنگیں (حروب کثیر) برپا ہوئی تھیں جن میں سے ہم نے چند پر اتفاقی ہے۔

۱۳۶۔ مذکورہ بالا کتاب کا ص ۳-۳۵ اور خاص کر ص ۶-۱۱ پیرو داٹ، مذکورہ بالا ص ۸۳-۸۴ وغیرہ -

۱۳۷۔ ملاحظہ ہو داٹ، مذکورہ بالا ص ۱۰-۱۱ -

۱۳۸۔ مال غنیمت کے سلسلے میں حکم خداوندی اور قوانین کے لئے ملاحظہ ہو این اسما ص ۲۶-۳۲ خاص درسخواہ ۳۲۳ ، -

۱۳۹۔ فرانسکو جرجیلی، مذکورہ بالا، من -

۱۴۰۔ داٹ، مذکورہ بالا ص ۱۱ اور ص ۲۵۵

۱۴۱۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۱۵-۳۱۶، ۲۹۹، خاص کر ص ۱۱-۱۲، ۳۰، ۳۱؛ تفسیر ابن کثیر،

اول ۲۵۲-۲۵۳ خاص کر ۲۵۲-۲۵۳۔ طبری کی بیان کردہ تمام روایات میں صرف ابو جعفر کی روایت میں مسلمانوں کو سوال کرنے والا بتایا گیا ہے۔ باقی تمام روایات میں مشرکین مکہ کو۔ اسی طرح ابن کثیر کی بیان کردہ تمام روایات میں یسوع ناک سے مراد مشرکین مکہ لئے گئے ہیں۔

۱۵۲ مذکورہ بالا۔

۱۵۳۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۳ میں تین الفاظ قتال، کبیر اور صفح کے مختلف معانی پر بحث دیکھئے۔

۱۵۴۔ تفسیر طبری، چہارم ص ۳۰۳، میں حضرت جابر کی سند پر روایت مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہر حرام میں اس وقت تک غزوہ/ جہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ آپ پر حملہ نہ کر دیا جائے (لیغزی)۔

۱۵۵۔ زہری کا خیال ہے کہ پہلے شہر حرام میں قتال ناجائز تھا لیکن اس آیت کے نزول کے بعد جائز کر دیا گیا۔ لیکن دوسرے علماء کا خیال ہے کہ اس آیت سے شہر حرام میں قتال کسی کے لئے جائز ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قتال کو ایک بڑا معاملہ تباہیا ہے۔ اور اس نقطہ نظر کے حامی علماء میں عطاء رشامیں جبکہ ابو جعفر کا خیال زہری سے متفق ہے۔ خود مفسر طبری کا خیال ہے کہ یہ آیت ناسخ ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن (حنین) طائف اور او طاس کے غزوہ لڑے تھے اور ان میں سے بعض کا زمانہ شہر حرام میں تھا۔ اس طرح بیعت رضوان مہ ذوالقعدہ میں کی گئی تھی۔ ملا خطہ سہ طبری، تفسیر، چہارم ص ۳۱۳-۳۱۵۔

لیکن بنیادی طور پر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ”اشہر حرم“ میں جنگ و جدال ناجائز ہے اور مقدس چہنیوں کی حرمت بدستور قائم ہے اور آیت مذکورہ بالا قتال کی حرمت کو ختم یا منسوخ نہیں کرتی ہے۔ اپنی طرف سے اقدام کرنا ہر حال میں ناجائز

ہے البتہ اس آیت کریمہ نے دفاعی جنگ کرنے کی اجازت دے دی ہے جس طرح کہ ایک اور حکم خداوندی نے ”حرم مکہ“ میں دفاع کے لئے قتال کی اجازت دی ہے۔ ملا حظہ ہو سورہ بقرہ آیت ۱۹۱۔

چنانچہ اس سے یہ فرق ظاہر ہوتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت مذکورہ بالا کے نزول کے بعد جو غزوات و سرایا مقدس مہینوں میں بھیجے وہ اقدامی نہ تھے بلکہ دفاعی تھے جن کا مقصد فتنہ کا سر کھلانا تھا۔

۱۵۶۔ غزوات و سرایا جو مقدس مہینوں میں سے کسی میں بھیجے گئے تھے حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتے ہیں:

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	موہینہ و سال	قائد
۱۔	سریہ خرالہ	ذی قعده ۱۰ھ	حضرت سعد بن ابی و قاص
۲۔	” نخلہ ”	رجب ۲ھ	عبداللہ بن حبش
۳۔	غزوہ سوقیت	محرم/صفر ۳ھ	رسول کریم
۴۔	غزوہ گدر	محرم ۳ھ	”
۵۔	سریہ قلن	محرم ۴ھ	حضرت ابو سلمہ
۶۔	سریہ سفیان الحیانی	”	حضرت عبد اللہ بن اُنیس
۷۔	غزوہ بد الرمود	ذوالقعدہ ۳ھ	رسول کریم
۸۔	غزوہ ابو رافع یہودی	ذوالحجہ ۳ھ	حضرت عبد اللہ بن اُس
۹۔	غزوہ ذات الرقاع	محرم ۵ھ	رسول کریم
۱۰۔	غزوہ خندق	ذوالقعدہ ۵ھ	”
۱۱۔	غزوہ بین قریظہ	ذوالقعدہ/ذوالحجہ ۵ھ	”
۱۲۔	قرطاء	محرم ۶ھ	”

نمبر شمار	نام سریہ/غزوہ	سماں	قائد
۱۲-	سریہ وادی انقری	رجب ۶ھ	حضرت زید بن حارثہ
۱۳-	غزوہ حدیبیہ	ذوالقعدہ ۶ھ	رسول کریم ﷺ
۱۴-	" خبر	محرم ۷ھ	"
۱۵-	سریہ نجد	"	حضرت امان بن سعید
۱۶-	غمۃ القضییہ	ذوالقعدہ ۸ھ	رسول کریم ﷺ
۱۷-	سریہ بنی سلیم	ذو الحجه ۸ھ	حضرت ابن الی العوچاری مسلم
۱۸-	سریہ خبط/سفیف البحر	رجب ۸ھ	حضرت ابو عبیدہ بن جراح
۱۹-	غزوہ طائف	شوال - ذوالقعدہ ۸ھ	رسول کریم ﷺ
۲۰-	سریہ العرج	محرم ۹ھ	حضرت عینیہ بن حسن فزاری
۲۱-	غزوہ تبوک	رجب - رمضان ۹ھ	رسول کریم ﷺ
۲۲-	سریہ دوستہ الجنل	رجب ۹ھ	حضرت خالد بن ولید
۲۳-	مجع الی بکر	ذوالقعدہ / ذی الحجه ۹ھ	حضرت ابو بکر صدیق
۲۴-	حجۃ الوداع	ذو الحجه ۱۰ھ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵-	مذکورہ بالا مہموں میں سے تین یقینی طور پر مذہبی مقاصد رکھتی تھیں۔ باقی باسیں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ فوجی نوعیت کی تھیں۔		مذکورہ بالا ص ۱-۹

۱۵۸- سورہ توبہ آیت ۳۶ "أَنْ عَدَّةُ الشَّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ إِثْنَا عَشْرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمُ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَحَدُّهُ تَحْرِمُ... " مذکورہ بالا آیت کا اردو ترجمہ، از شاد عبد القادر دہلوی گ

(جاری)